## اسرار الحق مجاز اسرار الحق's Photo'

* 1911-1955
* لکھنؤ

معروف ترقی پسند شاعر،رومانی اور انقلابی نظموں کے لیے مشہور،آل انڈیا ریڈیوکے رسالہ آواز کے پہلے مدیر،معروف شاعر

# بس اس تقصیر پر اپنے مقدر میں ہے مر جانا

بس اس تقصیر پر اپنے مقدر میں ہے مر جانا

تبسم کو تبسم کیوں نظر کو کیوں نظر جانا

خرد والوں سے حسن و عشق کی تنقید کیا ہوگی

نہ افسون نگہ سمجھا نہ انداز نظر جانا

مئے گلفام بھی ہے ساز عشرت بھی ہے ساقی بھی

بہت مشکل ہے آشوب حقیقت سے گزر جانا

غم دوراں میں گزری جس قدر گزری جہاں گزری

اور اس پر لطف یہ ہے زندگی کو مختصر جانا

# پرتو ساغر صہبا کیا تھا

پرتو ساغر صہبا کیا تھا

رات اک حشر سا برپا کیا تھا

کیوں جوانی کی مجھے یاد آئی

میں نے اک خواب سا دیکھا کیا تھا

حسن کی آنکھ بھی نمناک ہوئی

عشق کو آپ نے سمجھا کیا تھا

عشق نے آنکھ جھکا لی ورنہ

حسن اور حسن کا پردا کیا تھا

کیوں مجازؔ آپ نے ساغر توڑا

آج یہ شہر میں چرچا کیا تھا

# حسن کو بے حجاب ہونا تھا

حسن کو بے حجاب ہونا تھا

شوق کو کامیاب ہونا تھا

ہجر میں کیف اضطراب نہ پوچھ

خون دل بھی شراب ہونا تھا

تیرے جلووں میں گھر گیا آخر

ذرے کو آفتاب ہونا تھا

کچھ تمہاری نگاہ کافر تھی

کچھ مجھے بھی خراب ہونا تھا

رات تاروں کا ٹوٹنا بھی مجازؔ

باعث اضطراب ہونا تھا

# رخصت اے ہم سفرو شہر نگار آ ہی گیا

رخصت اے ہم سفرو شہر نگار آ ہی گیا

خلد بھی جس پہ ہو قرباں وہ دیار آ ہی گیا

یہ جنوں زار مرا میرے غزالوں کا جہاں

میرا نجد آ ہی گیا میرا تتار آ ہی گیا

آج پھرتا بہ چمن درپئے گل ہائے چمن

گنگناتا ہوا زنبور بہار آ ہی گیا

گیسوؤں والوں میں ابرو کے کماں داروں میں

ایک صید آ ہی گیا ایک شکار آ ہی گیا

باغبانوں کو بتاؤ گل و نسریں سے کہو

اک خراب گل و نسرین بہار آ ہی گیا

خیر مقدم کو مرے کوئی بہ ہنگام سحر

اپنی آنکھوں میں لیے شب کا خمار آ ہی گیا

زلف کا ابر سیہ بازوئے سیمیں پہ لیے

پھر کوئی خیمہ زن ساز بہار آ ہی گیا

ہو گئی تشنہ لبی آج رہین کوثر

میرے لب پر لب لعلین نگار آ ہی گی

# سازگار ہے ہم دم ان دنوں جہاں اپنا

سازگار ہے ہم دم ان دنوں جہاں اپنا

عشق شادماں اپنا شوق کامراں اپنا

آہ بے اثر کس کی نالہ نارسا کس کا

کام بارہا آیا جذبۂ نہاں اپنا

کب کیا تھا اس دل پر حسن نے کرم اتنا

مہرباں اور اس درجہ کب تھا آسماں اپنا

الجھنوں سے گھبرائے مے کدے میں در آئے

کس قدر تن آساں ہے ذوق رائیگاں اپنا

کچھ نہ پوچھ اے ہم دم ان دنوں مرا عالم

مطرب حسیں اپنا ساقی جواں اپنا

# ساقی گلفام باصد اہتمام آ ہی گیا

ساقی گلفام باصد اہتمام آ ہی گیا

نغمہ بر لب خم بہ سر بادہ بہ جام آ ہی گیا

اپنی نظروں میں نشاط جلوۂ خوباں لیے

خلوتی خاص سوئے بزم عام آ ہی گیا

میری دنیا جگمگا اٹھی کسی کے نور سے

میرے گردوں پر مرا ماہ تمام آ ہی گیا

جھوم جھوم اٹھے شجر کلیوں نے آنکھیں کھول دیں

جانب گلشن کوئی مست خرام آ ہی گیا

پھر کسی کے سامنے چشم تمنا جھک گئی

شوق کی شوخی میں رنگ احترام آ ہی گیا

میری شب اب میری شب ہے میرا بادہ میرے جام

وہ مرا سرو رواں ماہ تمام آ ہی گیا

بارہا ایسا ہوا ہے یاد تک دل میں نہ تھی

بارہا مستی میں لب پر ان کا نام آ ہی گیا

زندگی کے خاکۂ سادہ کو رنگیں کر دیا

حسن کام آئے نہ آئے عشق کام آ ہی گیا

کھل گئی تھی صاف گردوں کی حقیقت اے مجازؔ

خیریت گزری کہ شاہیں زیر دام آ ہی گیا

# شوق کے ہاتھوں اے دل مضطر کیا ہونا ہے کیا

شوق کے ہاتھوں اے دل مضطر کیا ہونا ہے کیا ہوگا

عشق تو رسوا ہو ہی چکا ہے حسن بھی کیا رسوا ہوگا

حسن کی بزم خاص میں جا کر اس سے زیادہ کیا ہوگا

کوئی نیا پیماں باندھیں گے کوئی نیا وعدہ ہوگا

چارہ گری سر آنکھوں پر اس چارہ گری سے کیا ہوگا

درد کہ اپنی آپ دوا ہے تم سے کیا اچھا ہوگا

واعظ سادہ لوح سے کہہ دو چھوڑے عقبیٰ کی باتیں

اس دنیا میں کیا رکھا ہے اس دنیا میں کیا ہوگا

تم بھی مجازؔ انسان ہو آخر لاکھ چھپاؤ عشق اپنا

یہ بھید مگر کھل جائے گا یہ راز مگر افشا ہوگا

# عقل کی سطح سے کچھ اور ابھر جانا تھا

عقل کی سطح سے کچھ اور ابھر جانا تھا

عشق کو منزل پستی سے گزر جانا تھا

جلوے تھے حلقۂ سر دام نظر سے باہر

میں نے ہر جلوے کو پابند نظر جانا تھا

حسن کا غم بھی حسیں فکر حسیں درد حسیں

ان کو ہر رنگ میں ہر طور سنور جانا تھا

حسن نے شوق کے ہنگامے تو دیکھے تھے بہت

عشق کے دعوئے تقدیس سے ڈر جانا تھا

یہ تو کیا کہئے چلا تھا میں کہاں سے ہم دم

مجھ کو یہ بھی نہ تھا معلوم کدھر جانا تھا

حسن اور عشق کو دے طعنۂ بیداد مجازؔ

تم کو تو صرف اسی بات پر مر جانا تھا

# نہیں یہ فکر کوئی رہبر کامل نہیں ملتا

نہیں یہ فکر کوئی رہبر کامل نہیں ملتا

کوئی دنیا میں مانوس مزاج دل نہیں ملتا

کبھی ساحل پہ رہ کر شوق طوفانوں سے ٹکرائیں

کبھی طوفاں میں رہ کر فکر ہے ساحل نہیں ملتا

یہ آنا کوئی آنا ہے کہ بس رسماً چلے آئے

یہ ملنا خاک ملنا ہے کہ دل سے دل نہیں ملتا

شکستہ پا کو مژدہ خستگان راہ کو مژدہ

کہ رہبر کو سراغ جادۂ منزل نہیں ملتا

وہاں کتنوں کو تخت و تاج کا ارماں ہے کیا کہیے

جہاں سائل کو اکثر کاسۂ سائل نہیں ملتا

یہ قتل عام اور بے اذن قتل عام کیا کہئے

یہ بسمل کیسے بسمل ہیں جنہیں قاتل نہیں ملت

# درد کی دولت بیدار عطا ہو ساقی

درد کی دولت بیدار عطا ہو ساقی

ہم بہی خواہ سبھی کے ہیں بھلا ہو ساقی

سخت جاں ہی نہیں ہم خود سر و خود دار بھی ہیں

ناوک ناز خطا ہے تو خطا ہو ساقی

سعئ تدبیر میں مضمر ہے اک آہ جاں سوز

اس کا انعام سزا ہو کہ جزا ہو ساقی

سینۂ شوق میں وہ زخم کہ لو دے اٹھے

اور بھی تیز زمانے کی ہوا ہو ساقی

# دل خوں گشتۂ جفا پہ کہیں (ردیف .. ے)

دل خوں گشتۂ جفا پہ کہیں

اب کرم بھی گراں نہ ہو جائے

تیرے بیمار کا خدا حافظ

نذر چارہ گراں نہ ہو جائے

عشق کیا کیا نہ آفتیں ڈھائے

حسن گر مہرباں نہ ہو جائے

مے کے آگے غموں کا کوہ گراں

ایک پل میں دھواں نہ ہو جائے

پھر مجازؔ ان دنوں یہ خطرہ ہے

دل ہلاک بتاں نہ ہو جائے

# یونہی بیٹھے رہو بس درد دل سے بے خبر ہو کر

یونہی بیٹھے رہو بس درد دل سے بے خبر ہو کر

بنو کیوں چارہ گر تم کیا کروگے چارہ گر ہو کر

دکھا دے ایک دن اے حسن رنگیں جلوہ گر ہو کر

وہ نظارہ جو ان آنکھوں میں رہ جائے نظر ہو کر

دل سوز آشنا کے جلوے تھے جو منتشر ہو کر

فضائے دہر میں چمکا کئے برق و شرر ہو کر

وہی جلوے جو اک دن دامن دل سے گریزاں تھے

نظر میں رہ گئے گل ہائے دامان نظر ہو کر

فلک کی سمت کس حسرت سے تکتے ہیں معاذ اللہ

یہ نالے نارسا ہو کر یہ آہیں بے اثر ہو کر

یہ کس کے حسن کے رنگین جلوے چھائے جاتے ہیں

شفق کی سرخیاں بن کر تجلی کی سحر ہو کر

# عیش سے بے نیاز ہیں ہم لوگ

عیش سے بے نیاز ہیں ہم لوگ

بے خود سوز و ساز ہیں ہم لوگ

جس طرح چاہے چھیڑ دے ہم کو

تیرے ہاتھوں میں ساز ہیں ہم لوگ

بے سبب التفات کیا معنی

کچھ تو اے چشم ناز ہیں ہم لوگ

محفل سوز و ساز ہے دنیا

حاصل سوز و ساز ہیں ہم لوگ

کوئی اس راز سے نہیں واقف

کیوں سراپا نیاز ہیں ہم لوگ

ہم کو رسوا نہ کر زمانے میں

بسکہ تیرا ہی راز ہیں ہم لوگ

سب اسی عشق کے کرشمے ہیں

ورنہ کیا اے مجازؔ ہیں ہم لوگ

# نہ ہم آہنگ مسیحا نہ حریف جبریل

نہ ہم آہنگ مسیحا نہ حریف جبریل

تیرا شاعر کہ ہے زندانی گیسوئے جمیل

کس کی آنکھوں میں یہ غلطاں ہے جوانی کی شراب

کھول دی آہ یہ کس نے مے گلگوں کی سبیل

کس طرف جائے کہاں جائے بتا دو کوئی

زلف پر خم کا گرفتار نگاہوں کا قتیل

عالم یاس میں کیا چیز ہے اک ساغر مے

دشت ظلمات میں جس طرح خضر کی قندیل

کتنی دشوار ہے پیران حرم کی منزل

اس طرف فتنۂ ابلیس ادھر رب جلیل

اف یہ طوفان نشاط اور مری طبع حزیں

آہ یہ یورش ناز اور میں مجروح و علیل

آہ وہ ہوش کا عالم وہ غموں کا طوفاں

اف یہ مستی کہ ہے پھر ہوش میں آنے کی دلیل

# اذن خرام لیتے ہوئے آسماں سے ہم

اذن خرام لیتے ہوئے آسماں سے ہم

ہٹ کر چلے ہیں رہ گزر کارواں سے ہم

کیا پوچھتے ہو جھومتے آئے کہاں سے ہم

پی کر اٹھے ہیں خمکدۂ آسماں سے ہم

کیوں کر ہوا ہے فاش زمانہ پہ کیا کہیں

وہ راز دل جو کہہ نہ سکے راز داں سے ہم

ہمدم یہی ہے رہ گزر یار خوش خرام

گزرے ہیں لاکھ بار اسی کہکشاں سے ہم

کیا کیا ہوا ہے ہم سے جنوں میں نہ پوچھئے

الجھے کبھی زمیں سے کبھی آسماں سے ہم

ہر نرگس جمیل نے مخمور کر دیا

پی کر اٹھے شراب ہر اک بوستاں سے ہم

ٹھکرا دیئے ہیں عقل و خرد کے صنم کدے

گھبرا چکے تھے کشمکش امتحاں سے ہم

دیکھیں گے ہم بھی کون ہے سجدہ طراز شوق

لے سر اٹھا رہے ہیں ترے آستاں سے ہم

بخشی ہیں ہم کو عشق نے وہ جرأتیں مجازؔ

ڈرتے نہیں سیاست اہل جہاں سے ہم

# آؤ اب مل کے گلستاں کو گلستاں کر دیں

آؤ اب مل کے گلستاں کو گلستاں کر دیں

ہر گل و لالہ کو رقصاں و غزل خواں کر دیں

عقل ہے فتنۂ بیدار سلا دیں اس کو

عشق کی جنس گراں مایہ کو ارزاں کر دیں

دست وحشت میں یہ اپنا ہی گریباں کب تک

ختم اب سلسلۂ چاک گریباں کر دیں

خون آدم پہ کوئی حرف نہ آنے پائے

جنہیں انساں نہیں کہتے انہیں انساں کر دیں

دامن خاک پہ یہ خون کے چھینٹے کب تک

انہیں چھینٹوں کو بہشت گل و ریحاں کر دیں

ماہ و انجم بھی ہوں شرمندۂ تنویر مجازؔ

دشت ظلمات میں اک ایسا چراغاں کر دیں

# دھواں سا اک سمت اٹھ رہا ہے شرارے اڑ اڑ کے آ رہے ہیں

دھواں سا اک سمت اٹھ رہا ہے شرارے اڑ اڑ کے آ رہے ہیں

یہ کس کی آہیں یہ کس کے نالے تمام عالم پہ چھا رہے ہیں

نقاب رخ سے اٹھا چکے ہیں کھڑے ہوئے مسکرا رہے ہیں

میں حیرتئ ازل ہوں اب بھی وہ خاک حیراں بنا رہے ہیں

ہوائیں بے خود فضائیں بے خود یہ عنبر افشاں گھٹائیں بے خود

مژہ نے چھیڑا ہے ساز دل کا وہ زیر لب گنگنا رہے ہیں

یہ شوق کی واردات پیہم یہ وعدۂ التفات پیہم

کہاں کہاں آزما چکے ہیں کہاں کہاں آزما رہے ہیں

صراحیاں نو بہ نو ہیں اب بھی جماہیاں نو بہ نو ہیں اب بھی

مگر وہ پہلو تہی کی سوگند اب بھی نزدیک آ رہے ہیں

وہ عشق کی وحشتوں کی زد میں وہ تاج کی رفعتوں کے آگے

مگر ابھی آزما رہے ہیں مگر ابھی آزما رہے ہیں

عطا کیا ہے مجازؔ فطرت نے وہ مذاق لطیف ہم کو

کہ عالم آب و گل سے ہٹ کر اک اور عالم بنا رہے ہیں

# رہ شوق سے اب ہٹا چاہتا ہوں

رہ شوق سے اب ہٹا چاہتا ہوں

کشش حسن کی دیکھنا چاہتا ہوں

کوئی دل سا درد آشنا چاہتا ہوں

رہ عشق میں رہنما چاہتا ہوں

تجھی سے تجھے چھیننا چاہتا ہوں

یہ کیا چاہتا ہوں یہ کیا چاہتا ہوں

خطاؤں پہ جو مجھ کو مائل کرے پھر

سزا اور ایسی سزا چاہتا ہوں

وہ مخمور نظریں وہ مدہوش آنکھیں

خراب محبت ہوا چاہتا ہوں

وہ آنکھیں جھکیں وہ کوئی مسکرایا

پیام محبت سنا چاہتا ہوں

تجھے ڈھونڈھتا ہوں تری جستجو ہے

مزا ہے کہ خود گم ہوا چاہتا ہوں

یہ موجوں کی بے تابیاں کون دیکھے

میں ساحل سے اب لوٹنا چاہتا ہوں

کہاں کا کرم اور کیسی عنایت

مجازؔ اب جفا ہی جفا چاہتا ہوں

# سینے میں ان کے جلوے چھپائے ہوئے تو ہیں

سینے میں ان کے جلوے چھپائے ہوئے تو ہیں

ہم اپنے دل کو طور بنائے ہوئے تو ہیں

تاثیر جذب شوق دکھائے ہوئے تو ہیں

ہم تیرا ہر حجاب اٹھائے ہوئے تو ہیں

ہاں کیا ہوا وہ حوصلۂ دید اہل دل

دیکھو نا وہ نقاب اٹھائے ہوئے تو ہیں

تیرے گناہ گار گناہ گار ہی سہی

تیرے کرم کی آس لگائے ہوئے تو ہیں

اللہ ری کامیابی آوارگان عشق

خود گم ہوئے تو کیا اسے پائے ہوئے تو ہیں

یوں تجھ کو اختیار ہے تاثیر دے نہ دے

دست دعا ہم آج اٹھائے ہوئے تو ہیں

ذکر ان کا گر زباں پہ نہیں ہے تو کیا ہوا

اب تک نفس نفس میں سمائے ہوئے تو ہیں

مٹتے ہوؤں کو دیکھ کے کیوں رو نہ دیں مجازؔ

آخر کسی کے ہم بھی مٹائے ہوئے تو ہیں

# کرشمہ سازئ دل دیکھتا ہوں

کرشمہ سازئ دل دیکھتا ہوں

تمہیں اپنے مقابل دیکھتا ہوں

جہاں منزل کا امکاں ہی نہیں ہے

وہاں آثار منزل دیکھتا ہوں

صدا دی تو نے کیا جانے کہاں سے

مگر میں جانب دل دیکھتا ہوں

کہاں کا رہنما اور کیسی راہیں

جدھر بڑھتا ہوں منزل دیکھتا ہوں

اشارا ہے ترا طوفاں کی جانب

مگر میں ہوں کہ ساحل دیکھتا ہوں

محبت ہی محبت ہے جہاں پر

محبت کی وہ منزل دیکھتا ہوں

مرے ہاتھوں میں بھی ہے ساز لیکن

ابھی میں رنگ محفل دیکھتا ہوں

ترے ہاتھوں سے جو ٹوٹا تھا اک دن

وہی ٹوٹا ہوا دل دیکھتا ہوں

کبھی طوفاں ہی طوفاں ہے نظر میں

کبھی ساحل ہی ساحل دیکھتا ہوں

غرور حسن باطل پر نظر ہے

نیاز عشق کامل دیکھتا ہوں

مجازؔ اور حسن کے قدموں پہ سجدے

مآل زعم باطل دیکھتا ہوں

# کمال عشق ہے دیوانہ ہو گیا ہوں میں

کمال عشق ہے دیوانہ ہو گیا ہوں میں

یہ کس کے ہاتھ سے دامن چھڑا رہا ہوں میں

تمہیں تو ہو جسے کہتی ہے ناخدا دنیا

بچا سکو تو بچا لو کہ ڈوبتا ہوں میں

یہ میرے عشق کی مجبوریاں معاذ اللہ

تمہارا راز تمہیں سے چھپا رہا ہوں میں

اس اک حجاب پہ سو بے حجابیاں صدقے

جہاں سے چاہتا ہوں تم کو دیکھتا ہوں میں

بتانے والے وہیں پر بتاتے ہیں منزل

ہزار بار جہاں سے گزر چکا ہوں میں

کبھی یہ زعم کہ تو مجھ سے چھپ نہیں سکتا

کبھی یہ وہم کہ خود بھی چھپا ہوا ہوں میں

مجھے سنے نہ کوئی مست بادۂ عشرت

مجازؔ ٹوٹے ہوئے دل کی اک صدا ہوں میں

# مری وفا کا ترا لطف بھی جواب نہیں

مری وفا کا ترا لطف بھی جواب نہیں

مرے شباب کی قیمت ترا شباب نہیں

یہ ماہتاب نہیں ہے کہ آفتاب نہیں

سبھی ہے حسن مگر عشق کا جواب نہیں

مری نگاہ میں جلوے ہیں جلوے ہی جلوے

یہاں حجاب نہیں ہے یہاں نقاب نہیں

جنوں بھی حد سے سوا شوق بھی ہے حد سے سوا

یہ بات کیا ہے کہ میں مورد عتاب نہیں

یہاں تو حسن کا دل بھی ہے غم سے صد پارہ

میں کامیاب نہیں وہ بھی کامیاب نہیں

یہاں تو رات کی بیداریاں مسلم ہیں

مگر وہاں بھی حسیں انکھڑیوں میں خواب نہیں

نہ پوچھئے مری دنیا کو میری دنیا میں

خود آفتاب بھی ذرہ ہے آفتاب نہیں

سب ہی ہیں مے کدۂ دہر میں خرد والے

کوئی خراب نہیں ہے کوئی خراب نہیں

مجازؔ کس کو میں سمجھاؤں کوئی کیا سمجھے

کہ کامیاب محبت بھی کامیاب نہیں

# وہ نقاب آپ سے اٹھ جائے تو کچھ دور نہیں

وہ نقاب آپ سے اٹھ جائے تو کچھ دور نہیں

ورنہ میری نگہ شوق بھی مجبور نہیں

خاطر اہل نظر حسن کو منظور نہیں

اس میں کچھ تیری خطا دیدۂ مہجور نہیں

لاکھ چھپتے ہو مگر چھپ کے بھی مستور نہیں

تم عجب چیز ہو نزدیک نہیں دور نہیں

جرأت عرض پہ وہ کچھ نہیں کہتے لیکن

ہر ادا سے یہ ٹپکتا ہے کہ منظور نہیں

دل دھڑک اٹھتا ہے خود اپنی ہی ہر آہٹ پر

اب قدم منزل جاناں سے بہت دور نہیں

ہائے وہ وقت کہ جب بے پیے مدہوشی تھی

ہائے یہ وقت کہ اب پی کے بھی مخمور نہیں

حسن ہی حسن ہے جس سمت اٹھاتا ہوں نظر

اب یہاں طور نہیں برق سر طور نہیں

دیکھ سکتا ہوں جو آنکھوں سے وہ کافی ہے مجازؔ

اہل عرفاں کی نوازش مجھے منظور نہی

# برباد تمنا پہ عتاب اور زیادہ

برباد تمنا پہ عتاب اور زیادہ

ہاں میری محبت کا جواب اور زیادہ

روئیں نہ ابھی اہل نظر حال پہ میرے

ہونا ہے ابھی مجھ کو خراب اور زیادہ

آوارہ و مجنوں ہی پہ موقوف نہیں کچھ

ملنے ہیں ابھی مجھ کو خطاب اور زیادہ

اٹھیں گے ابھی اور بھی طوفاں مرے دل سے

دیکھوں گا ابھی عشق کے خواب اور زیادہ

ٹپکے گا لہو اور مرے دیدۂ تر سے

دھڑکے گا دل خانۂ خراب اور زیادہ

ہوگی مری باتوں سے انہیں اور بھی حیرت

آئے گا انہیں مجھ سے حجاب اور زیادہ

اسے مطرب بیباک کوئی اور بھی نغمہ

اے ساقیٔ فیاض شراب اور زیادہ

# آسماں تک جو نالہ پہنچا ہے

آسماں تک جو نالہ پہنچا ہے

دل کی گہرائیوں سے نکلا ہے

میری نظروں میں حشر بھی کیا ہے

میں نے ان کا جلال دیکھا ہے

جلوۂ طور خواب موسیٰ ہے

کس نے دیکھا ہے کس کو دیکھا ہے

ہائے انجام اس سفینے کا

ناخدا نے جسے ڈبویا ہے

آہ کیا دل میں اب لہو بھی نہیں

آج اشکوں کا رنگ پھیکا ہے

جب بھی آنکھیں ملیں ان آنکھوں سے

دل نے دل کا مزاج پوچھا ہے

وہ جوانی کہ تھی حریف طرب

آج برباد جام و صہبا ہے

کون اٹھ کر چلا مقابل سے

جس طرف دیکھیے اندھیرا ہے

پھر مری آنکھ ہو گئی نمناک

پھر کسی نے مزاج پوچھا ہے

سچ تو یہ ہے مجازؔ کی دنیا

حسن اور عشق کے سوا کیا ہے

# یہ تیرگیٔ شب ہی کچھ صبح طراز آتی

یہ تیرگیٔ شب ہی کچھ صبح طراز آتی

خود وعدۂ فردا کی چھاتی بھی دھڑک جاتی

ہونٹوں پہ ہنسی پیہم آتے ہوئے شرماتی

اب رات نہیں کٹتی اب نیند نہیں آتی

جو اول و آخر تھا وہ اول و آخر ہے

میں نالہ بجاں اٹھتا وہ نغمہ بساز آتی

سوز شب ہجراں پھر سوز شب ہجراں ہے

شبنم بہ مژہ اٹھتی یا زلف دراز آتی

یارب وہ جوانی بھی کیا محشر ارماں تھی

انگڑائی بھی جب لیتی ایک آنکھ جھپک جاتی

آغاز سیہ مستی انجام سیہ مستی

آئینے میں صورت بھی آنے کی قسم کھاتی

سینے میں مجازؔ اب تک وہ جذبۂ کافر تھا

تثلیث کی جوئندہ وحدت کی قسم کھاتی

# یہ جہاں بارگہ رطل گراں ہے ساقی

یہ جہاں بارگہ رطل گراں ہے ساقی

اک جہنم مرے سینے میں تپاں ہے ساقی

جس نے برباد کیا مائل فریاد کیا

وہ محبت ابھی اس دل میں جواں ہے ساقی

ایک دن آدم و حوا بھی کیے تھے پیدا

وہ اخوت تری محفل میں کہاں ہے ساقی

ہر چمن دامن گل رنگ ہے خون دل سے

ہر طرف شیون و فریاد و فغاں ہے ساقی

ماہ و انجم مرے اشکوں سے گہر تاب ہوئے

کہکشاں نور کی ایک جوئے رواں ہے ساقی

حسن ہی حسن ہے جس سمت بھی اٹھتی ہے نظر

کتنا پر کیف یہ منظر یہ سماں ہے ساقی

زمزمہ ساز کا پائل کی چھناکے کی طرح

بہتر از شورش ناقوس و اذاں ہے ساقی

میرے ہر لفظ میں بیتاب مرا شور دروں

میری ہر سانس محبت کا دھواں ہے ساقی

# یہ میری دنیا یہ میری ہستی

یہ میری دنیا یہ میری ہستی

نغمہ طرازی صہبا پرستی

شاعر کی دنیا شاعر کی ہستی

یا نالۂ غم یا شور مستی

سب سے گریزاں سب پر برستی

آنکھوں کی مستی مہنگی نہ سستی

یا خلد و ساقی اے جذب مستی

یا ٹکڑے ٹکڑے دامان ہستی

محو سفر ہوں گرم سفر ہوں

میری نظر میں رفعت نہ پستی

ان انکھڑیوں کا عالم نہ پوچھو

صہبا ہی صہبا مستی ہی مستی

وہ آ بھی جاتے وہ ہو بھی جاتے

چشم تمنا پھر بھی ترستی

ان کا کرم ہے ان کی محبت

کیا میرے نغمے کیا میری ہستی